کے درمیان ہونے والا معاہدہ قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ یوں لگتا ہے روس چیچن عوام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔ جہاں تک امن معاہدے اور جنگ بندی کا تعلق ہے تو یہ حقیقت اب روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ چیچن رہنما سلیم خان یاندر بائیف کے ساتھ معاہدۂ امن پر دستخط کے ذریعے صدر یلسن اپنے دوبارہ انتخاب کو یقینی بنانا چاہتے تھے۔ صدر یلسن کو مبارک ہو وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

وسطی ایشیا: داخلی سیاست

اسلام کریموف استبدادی نظامِ حکومت کے احیاء کی راہ پر

سابق کمیونسٹ دنیا میں نام نہاد جمہوری تبدیلیوں کے نتائج سے وہاں کے عوام میں پائی جانے والی احساس محرومی اور مایوسی کے آثار کا مشاہدہ عام ہے۔ عوام کے اندر اُبھرنے والی اس احساس محرومی اور مایوسی سے خطے کے کمیونسٹ آقاؤں کو۔ جن میں سے اکثر تبدیلیوں کے اس طوفان کو کرسی اقتدار پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے لیے استعمال کرنے میں ماہر ہیں۔ ماضی کے استبداد پسند کمیونسٹ طور طریقوں کے احیاء کے لیے شہ مل رہی ہے۔ ایسے کمیونسٹ آقاؤں میں ایک نام وسط ایشیائی ریاست ازبکستان کے صدر اسلام کریموف کا بھی ہے۔ اسلام کریموف نے گزشتہ نومبر میں صوبہ سمرقند کے گورنر کو اچانک برطرف کر کے ان کی جگہ اپنے ایک قریبی ساتھی کو گورنر کے عہدے پر فائز کیا۔ سمرقند صوبے کے گورنر کی برطرفی کے تھوڑا عرصہ بعد قشقادریہ صوبے کے گورنر کو بھی برطرف کر دیا گیا۔

سمرقند کے گورنر پلات عبدالرحمٰن اوف کی معزولی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ وہ کمیونسٹ دور کے ان چند افراد میں سے تھے جو تاحال اپنے عہدوں پر برقرار رکھے گئے تھے۔ عبدالرحمٰن اوف نسلاً تاجک ہیں۔ وہ ازبکستان کے استبدادی طرز حکومت کے باوجود نسبتاً آزاد رَو اور علاوہ ازیں ایک بااثر اور مذہبی آزادی کے حامی بیوروکریٹ تصور کیے جاتے تھے۔ اُنھوں نے صوبے میں سرمایہ کاری کی خواہشمند غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ رابطے استوار کیے۔ مساجد کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کی اور ذاتی طور پر مذہبی سرگرمیوں میں فعّال کردار ادا کیا۔

اس سے قبل سمرقند اور قشقادریہ کے دونوں صوبوں میں صدر کریموف نے ایسی تقاریر کیں جنھوں نے ناخوشگوار حد تک کمیونسٹ عہد کی یادیں تازہ کر دیں۔ انہوں نے ان تقاریر میں کمیونسٹ دور کی کامیابیوں کی تعریف کی اور موجودہ مقامی رہنماؤں پر بدعنوانی اور نااہلیت سمیت کئی الزامات عائد

کیے۔ ان الزامات کا مقصد واضح تھا۔ صدر کریموف ان رہنماؤں کی معزولی پر کمر بستہ تھے۔ ان تقاریر کے دوران صدر کریموف ایک کٹر کمیونسٹ ڈکٹیٹر کے روپ میں ظاہر ہوئے۔ اُنھوں نے اپنے اوپر تنقید کرنے والوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ کریموف نے ایسے لوگوں کو ان کے لیے مصائب پیدا کرنے والے، مجرم اور غدار قرار دیا۔ اسلام کریموف نے الزام لگایا کہ ان کے مخالفین نے قشقادر یہ صوبے کے ۴۶ افراد کو تخریبی سرگرمیوں کے لیے دیگر علاقوں میں بھیجا۔ صدر کریموف نے ان افراد کی تفصیل نہیں بتائی۔ تاہم اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی ازبک آبادی کی کثیر تعداد ملک چھوڑنے پر مجبور کردی گئی ہے۔

ایسے حالات میں جب کہ ازبکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے اور بعض ملکی دانشور بجا طور پر ملک میں سیاسی اور اقتصادی استحکام کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں، صدر اسلام کریموف ملک میں سیاسی استحکام کے بہانے حکومت مخالف عناصر اور حزب اختلاف کے سیاسی رہنماؤں کو ضرورت سے زیادہ سختی سے کچلنے کی راہ پر گامزن ہیں۔ صدر کریموف کو جو خود بھی آزاد معیشت کا پرچار کر رہے ہیں، اس حقیقت کا ادراک کرنا چاہیے کہ منڈی کی معیشت صرف تجارتی اور سیاسی آزادی کی فضا میں ہی پروان چڑھ سکتی ہے۔ نسبتاً آزاد رو سرکاری عہدے داروں کی بار بار کی معزولی اور منظور نظر افراد کو کلیدی عہدوں پر فائز کرنے کی کمیونسٹ دور کی پالیسیاں اور خصوصاً پولات عبدالرحمن اوف جیسے تجربہ کار اور کھلے ذہن کے لوگوں کی اچانک برطرفیوں کے نتیجے میں سیاسی اور اقتصادی استحکام کو خطرات سے دوچار کیا جارہا ہے اور ملک کو غیر یقینی کی صورت حال کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

قازقستان اور جمہوریت

قازقستان کے صدر نور سلطان نذر بائیف نے کہا ہے کہ ان کا ملک مغربی جمہوری تصورات کی پیروی کرنے کا پابند نہیں ہے۔ بقول ان کے قازقستان کو اپنی معاشرتی خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لیے جداگانہ جمہوری اقدار کو فروغ دینا ہوگا۔ ۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے انہدام اور قازقستان کی آزادی کے فوراً بعد صدر نذر بائیف مغربی طرز جمہوریت کے زیادہ مخالف نہ تھے۔ ان دنوں وہ حقوق انسانی، آزادی اظہار رائے اور بدعنوانی جیسے امور پر پارلیمنٹ کی طرف سے تنقید سننے کے لیے تیار نظر آتے تھے۔ لیکن یہ زمانہ وسط ایشیائی ریاستوں میں بیرونی دنیا اور خاص کر مغربی ممالک کی طرف سے سرمایہ کاری شروع کرنے سے قبل کا تھا۔ واضح رہے کہ قازقستان سمیت تمام نو آزاد وسط ایشیائی ریاستیں بڑی حد تک تیل اور معدنیات کی دولت سے مالا مال ہیں جن سے استفادہ کے لیے انھیں